ثقافت لاہور

م رفیع اللہ

کفو کا مسئلہ اور اسلامی مساوات

کچھ عرصے سے ہمارے علماء ایک نئے مسئلہ کی طرف دھیان دینے لگے ہیں اور وہ ہے پاکستان میں عیسائیت کا فروغ۔ اس مسئلہ کا حل یہ سمجھا گیا ہے کہ حکومت سے عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا جائے۔ اس حل کو اتنا قابل اطمینان سمجھ لیا گیا ہے کہ عیسائیت کے فروغ کی اصل وجوہات کی طرف دھیان دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

عیسائیت کے فروغ کا اگر تجزیہ کیا جائے تو ہر صاحب نظر کے سامنے یہ بات واضح ہو کر آئیگی کہ عیسائی مشنری، مساوات، خدمت خلق اور اخلاقی طاقت سے نچلے طبقہ کے لوگوں کو اپنی طرف مائل کر رہے ہیں۔ یہ بات بہت سے کانوں کو ناخوشگوار معلوم ہوگی کہ خود ہم میں ان چیزوں کی قابل افسوس حد تک کمی ہے۔ اس لئے بذات خود یہی کمی ہمارے لئے ایک مسئلہ کی حیثیت رکھتی ہے بے عملی کی تو خیر مختلف توجیہات کی جاسکتی ہیں جس کے ہم ماہر ہیں لیکن اس کا کیا علاج ہے کہ کچھ ایسے مسائل جو اسلامی مساوات سے بالکل میل نہیں کھاتے ہماری دینی کتابوں میں راہ پا گئے ہیں۔ انہی میں سے ایک مسئلہ نکاح میں کفو (MATCH) کا ہونا ہے۔ جس کے متعلق میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ہمارے چاروں فقہی مذاہب کے نزدیک اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے۔

حنفیہ

حنفیہ کے نزدیک کفایت سے مراد عورت اور مرد کا چھ امور میں ایک دوسرے کے برابر ہونا ضروری ہے۔ (۱) حسب نسب (۲) اسلام (۳) پیشہ (PROFESSION) (۴) آزادی (۵) دینداری (۶) اور مال۔ ان کے نزدیک غیر عربی کسی عربی یا قریشی سے شادی نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اس کا کفو نہیں ہے

اور غیر قریش چاہے وہ عرب ہی کیوں نہ ہو قریش کا کفو (MATCH) نہیں ہو سکتا۔ ہاں غیر عربی عالم جاہل عربی کا کفو ہو سکتا ہے۔ پیشے کے لحاظ سے میاں بیوی میں برابری ضروری ہے۔ عُرف اور عادات کے مطابق مثلاً اگر خیاط کا پیشہ نوربافوں سے اچھا ہوگا تو کوئی نورباف خیاط کی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا۔ مال اور دین میں بھی برابری ضروری ہے۔

اگر مندرجہ بالا باتوں میں برابری نہیں اور عورت نے ولی کی رضامندی کے بغیر نکاح کر لیا ہے تو حنفیہ کے ولی کو نکاح فسخ کرانے کا حق حاصل ہے۔ بعض کے نزدیک نکاح شروع ہی سے باطل ہوگا۔ چنانچہ اصل عبارت یہ ہے۔ وبعضهم يقول انّ الكفاءة شرطٌ فی صحة العقدِ فيقعُ العقدُ باطلاً من اوّل الامر اذا تزوجت بغير كفوءٍ وكان لها ولیٌّ ولم يَرضَ بالنكاح قبل العقد۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعۃ جلد ۴ صفحہ ۵۴ - ۵۶)

شافعیہ

شافعیہ کے نزدیک بھی کفو کا ہونا ضروری امر ہے اور اس کا نہ ہونا باعث شرمندگی ہے۔ ان کے نزدیک چار چیزوں میں برابری ضروری ہے۔ نسب، دین، آزادی اور پیشہ (ایضاً صفحہ ۵۸)

حنابلہ

حنابلہ کے نزدیک میاں بیوی میں پانچ چیزوں میں برابری ضروری ہے۔ دین، پیشہ، مال، آزادی، اور نسب۔ (ایضاً صفحہ ۶۱)

مالکیہ

امام مالکؒ[1] کے نزدیک صرف دو امور میں برابری درکار ہے ایک دین یعنی وہ مسلمان ہو، فاسق نہ ہو دوسرے عیوب سے خالی ہو۔ مال و دولت، حسب نسب، ذات پات اور پیشہ وغیرہ مالکیہ کے نزدیک غیر معتبر ہے۔ مزید برآں اگر عورت کا ولی رضامند ہو تو اوپر والے دو امور کا لحاظ

۱۔ تمام ائمہ مجتہدین میں امام مالک کا مسلک بلاشبہ بڑا ترقی پسندانہ ہے اور فاضل مضمون نگار نے اسی کو ترجیح دی ہے لیکن قرآن پاک تو ہمیں اس سے بھی آگے لے جاتا ہے وہ تو فرماتا ہے کہ والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب.... یعنی تم نصرانی اور یہودی عورتوں سے بھی شادی کر سکتے ہو۔ کہاں قرآن کی وسیع تعلیمات اور کہاں ہماری فقہی تقلیدات! (محمد جعفری)

بھی ضروری نہیں انہوں نے قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال فرمایا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِندَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ۔

جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا اس مسئلہ میں امام مالکؒ کا مذہب کتاب وسنت کے زیادہ مطابق ہے۔ اس مسئلہ کی زیادہ بنیاد ایک ضعیف حدیث پر رکھی گئی ہے جو درج ذیل ہے:

عن ابن عمر انہ صلعم قال العرب اکفاء بعضھم بعض، قبیلۃ لقبیلۃ، وحی لحی ورجل لرجل الاحائک وحجام۔ (نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۱۲۸) حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرب آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں، ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کا ایک محلہ کے لوگ دوسرے محلہ کے لوگوں کے، ایک مرد دوسرے مرد کا بجز جولاہے اور حجام کے۔ علامہ شوکانی کے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں ہے چنانچہ فرماتے ہیں فی اسنادہ رجل مجھول وھو الراوی لہ عن ابن جریج۔ ابن ابی حاتم سے اس حدیث کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا۔ ھذا کذب لا اصل لہ۔ یہ جھوٹ ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے۔ (ایضاً صفحہ ۱۲۸)

اسلامی مساوات کے لئے سورت الحجرات کی آیت (اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِندَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ) بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور اسی سے امام مالکؒ نے استدلال فرمایا ہے۔ اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ونص ہے اور حجۃ الوداع کا خطبہ تو اس مسئلہ میں وضاحت کے لحاظ سے خود اپنی مثال آپ ہے چنانچہ آپؐ نے فرمایا کہ تمام انسان برابر ہیں عربی کو عجمی پر، گورے کو کالے پر، کوئی فضیلت نہیں[1] وغیرہ وغیرہ۔

اس کے علاوہ خود شادی کے معاملہ میں بہیں کئی واقعات ملتے ہیں جن میں حضرت زید کے واقعہ کا ذکر تو خود قرآن میں موجود ہے۔ اسی لئے تو امام مدینہؒ کا یہی مذہب ہے فالمشھور عن مالکؒ انہٗ

۱۔ اصل الفاظ یہ ہیں۔ لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاسود علی احمر ولا احمر علی اسود الا بالدین والتقوی (محمد جعفر)

یجوز نکاح الموالی من العرب (بدایۃ المجتہد ۲ صفحہ ۱۹)

احادیث سے مزید دو واقعات پیش کرتا ہوں۔

(۱) عن عائشۃ انّ اباحذیفۃ بن عتبۃ بن ربیعۃ بن عبد شمس وکان ممن شھد بدرًا مع النبی صلعم تبنّیٰ سالمًا وانکحہ ابنۃ اخیہ الولید بن عتبۃ بن ربیعۃ وھو (سالم) مولی امراۃٍ من الانصار (رواہ البخاری والنسائی وابوداؤد) الجوالہ نیل الاوطار جلد ششم صفحہ ۱۲۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوحذیفہ جو نبی صلعم کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے سالم کو اپنا متبنّیٰ بنایا اور اس کی اپنے بھائی ولید بن عتبہ کی لڑکی سے شادی کر دی اور سالم ایک انصاری عورت کا مولی تھا۔

(۲) عن حنظلۃ بن ابی سفیان الجمحی عن امہ قالت رأیتُ اخت عبدالرحمان بن عوفٍ تحت بلالٍ رواہ الدارقطنی (ایضاً) حنظلہ بن ابی سفیان الجمحی اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ عبدالرحمان بن عوف کی بہن حضرت بلال رضؓ کی بیوی تھیں۔ علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ سب احادیث صحیح ہیں (ایضاً)

ان تمام تفاصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مالکؒ کا مذہب کتاب و سنت کے عین مطابق ہے۔ ابن المنذر نے امام شافعیؒ کے متعلق بھی ایسی ہی روایت نقل کی ہے۔ ونقل ابن المنذر عن البویطی أن الشافعی قال الکفاءۃ فی الدین یعنی کفوء کے لئے صرف دین کافی ہے۔ (ایضاً صفحہ ۱۲۹)

ہو سکتا ہے کہ ہمارے ائمہ نے یہ قیود کسی خاص مصلحت کے لئے لگائی ہوں۔ جو اس زمانے کے ماحول کے مطابق مناسب ہوں۔ لیکن ان قیود سے جو اثر ہمارے معاشرہ پر پڑا ہے وہ کسی چشم حقیقت بین سے پوشیدہ نہیں اور یہ سراسر غیر اسلامی ہے۔ اس کی وجہ سے بہت سے پیشوں سے جو دین میں فرضِ کفایہ کی حیثیت رکھتے ہیں، نفرت ہو گئی ہے حالانکہ ایسے بہت سے پیشے پیغمبروں نے اختیار فرما رکھے تھے۔ اس لئے یہ مناسب ہے کہ ایسے مسائل میں ہم دوسرے ائمہ کے اقوال کو فوقیت دیں خصوصًا جب وہ

قرآن اور سنت سے زیادہ قریب ہو۔ تقلید کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اگر کسی مجتہد کا کوئی فیصلہ کتاب و سنت کی روح کے مطابق نہیں تو اس کو بھی لازمی طور پر اختیار کیا جائے علامہ عبدالرحمٰن صاحب اس سلسلہ میں فرماتے ہیں " ومن القواعد الاصولیۃ المقررۃ ان تقلید المجتہد لیس واجباً۔ فلا یجب الاخذ برأی المجتہد بعینہ وحینئذٍ یجوز تقلید ای مجتہد من مجتہدی الامۃ والاسلامیۃ " (الفقہ علی المذاہب الاربعہ جلد ۴ صفحہ ۱۴۳)

فقہ کے مقررہ اصول کے قواعد میں سے یہ بھی ہے کہ کسی خاص مجتہد کی تقلید واجب نہیں ہے۔ اس لئے اس مجتہد کی رائے کو ہوبہو قبول کرلینا ضروری نہیں بلکہ اس وقت امت اسلامیہ کے مجتہدین میں سے کسی بھی مجتہد کی تقلید کی جائے تو وہ جائز ہے۔

کاش ہم میں اتنی عقل سلیم ہوتی کہ ہم فقہ کے اس سنہری اصول کو اپنا سکتے اور اپنے ماحول اور ضروریات کے مطابق دوسرے ائمہ اور مجتہدین کی رایوں کو بھی اختیار کر لیتے جو ہمارے معاشرہ کے لئے مفید ثابت ہوتیں۔

قرآن اور علم جدید

ڈاکٹر محمد رفیع الدین

اس کتاب میں فاضل مصنف نے بتایا ہے کہ علوم جدیدہ اور قرآن کے درمیان کیا رشتہ ہے اسلام کی نظر میں علوم کی اہمیت کیا ہے اور وہ ہمارے روزمرہ کے مسائل و مشکلات کو کس طرح حل کرتا ہے۔

صفحات ۵۵۲ —— قیمت ۶/۵۰ روپے

ملنے کا پتہ :- سکریٹری ادارۂ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ۔ لاہور